کیوں کہ وہ ان کی انجام دہی کے لیے اپنا ہی ایک ڈھنگ نکالتا ہے اور اپنی ہی پسند کے مطابق اقدام کرتا ہے۔ لیکن دل میں وہ ان اعمال کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتا ہے اور پورے خلوصِ نیت سے انھیں بجالاتا ہے' مثلاً ہوا و ہوس کی راہ میں جس دریادلی سے اپنے خزانے لٹاتا ہے اسی کشادہ دلی سے ایک مسجد کی تعمیر پر بھی خرچ کرتا ہے اور اسے سونے چاندی کے نقش و نگار سے خوب مزین کراتا ہے اور اس کو مالی عبادت سمجھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی مسجد بنانا خود اسراف میں داخل ہے اور اسراف شریعت میں حد درجہ مذموم فعل ہے اور اس وجہ سے خدا کے ہاں اس کی مقبولیت کی کوئی توقع نہیں ہوسکتی' مگر چونکہ سلطان مُسرف ہے اور اس کی رائے میں یہی اسراف انفاق فی سبیل اللہ ہے اور اسے سرانجام دیتے ہوئے وہ یہی یقین کرتا ہے کہ ایسے دینی کاموں میں جتنا زیادہ بڑھ چڑھ کے خرچ کروں گا اتنا ہی خدا کے ہاں مقبول ٹھیروں گا۔ ان خیالات کے ماتحت وہ تقرب الی اللہ کے لیے بیش بہا دولت لٹا دیتا ہے۔

دوسری صورت میں سلطان جابر کا دل خوفِ خدا سے بالکل ہی بے نصیب ہوتا ہے اور وہ اعمال شرعی کو اخلاص سے انجام نہیں دیتا' بلکہ کچھ بطورِ عادت اور کچھ دنیاوی شہرت یا اہلِ خانہ پر تفوّق کے لیے بعض احکامِ شریعت کی اطاعت کرلیتا ہے اور اس پابندیِ شرع کو جاہ و جلال کا لازمہ سمجھتا ہے۔ پس صورتِ اوّل میں تو سلطان کے اعمال کی ظاہری شکل مردود تھی اور اس کی نیت محمود۔ مگر اس دوسری صورت میں باہر بھی کھوٹ ہے اور اندر بھی کثافت!

حواشی

۱- کوئی وجہ نہیں کہ جو سلطان اسلامی مالیات کا نظم تہ و بالا کر رہا ہو اور بالواسطہ ریاست کے اندر معاشی و اقتصادی فساد پھیلا رہا ہو' اس کی کارگزاریوں پر اربابِ دین و دانش چپ بیٹھے رہیں۔ حدیث ابوذر کی رُو سے اتنے صبر کا مطالبہ تو کیا جاسکتا ہے کہ تلوار نہ اٹھائی جائے لیکن یہ صبر بے جا صبر ہوگا کہ زبان اور قلم کو بھی حرکت سے روک رکھا جائے۔ یہ اندیشہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا کہ اگر سلطانِ بخیل کی روک ٹوک ہوتی تو مزید زیادتیوں کا امکان زیادہ ہے اور اگر تنقید و تذکیر اسے بھڑکائے بھی' تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا نا کہ سلطان ان حدود سے آگے نکل جائے جن کے اندر اس کے خلاف خروج کی اجازت نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو کچھ برا نہیں۔ انقلاب کا ایک ریلا از سرِ نو خالص خلافتِ راشدہ کو اُبھار دے گا (ن-ص)

۲- اس روایت سے کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ اس کا مدعا یہ نہیں ہے کہ اگر تم سے معصیتِ خالق کا مطالبہ کیا جائے تو بھی اپنے امرا کے غلام رہو۔ ہرگز نہیں اس میں صرف یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر امرا تمھارے حقوق تمھیں نہ دیں تو صبر کرو اور نظامِ سمع وطاعت کو برقرار رکھو' یعنی خروج و بغاوت سے اجتناب کرو۔ امرا کا بوجھ امرا کے سر اور تمھارا تمھارے سر۔ لیکن اگر حقوق اللہ ہی کو یہ لوگ پی جائیں تو پھر مسلمان کے لیے اطاعت کو برقرار رکھنا ممکن نہیں ہے (ن-ص)

۳- نیکی اور تقویٰ اور صالحیت حدودِ شرعی کے باہر کہیں نہیں پائی جاتی۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کی شریعت سے آزاد ہو کر آپ اپنے نیک ارادوں کو جس طرح چاہیں پورا کریں' نہیں! بلکہ اسلام کی شریعت سے بے نیاز ہو کر اگر آپ لاکھ تسبیحیں روز پڑھیں اور کروڑ سجدے دن رات میں کرلیں تو بھی آپ متقی اور صالح نہیں ہیں۔ تصوف نے غلطی اگر کی تو یہی کہ تقویٰ کی راہ کو شریعتِ اسلام کی حدودِ اربعہ سے آزاد کر دیا۔ شاہ صاحب نے موقع پر بات واضح کر دی کہ ایسے ''اعمالِ صالحہ'' کو جو طریقہ مشروع پر منطبق نہ ہوں مومن کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ملتی۔ (ن-ص)

جدید معجزہ قرآن پاک

یہ عظیم الشان کام خطاط کے سحر انگیز فن میں نہ تھا، جب تک اللہ ہی نے اُس کی انگلیوں میں روشنی نہ پیدا کر دی۔

اس نے قرآن مجید کی خطاطی اللہ کی دی ہوئی روشنی میں کی، تو خود بخود ہر سطر کا آغاز ''الف'' سے ہوتا گیا، اور یوں اس میں مصحف مبارک کا نام القرآن (الفی) مشہور ہو گیا۔

- ہر سطر کا پہلا حرف ''الف''
- تلاوت میں آسانیاں پیدا کرنے والا مصحف۔
- حفاظ اور عاشقانِ قرآن کے لیے تحفہ خاص۔
- ہر گھر کی بابرکت زینت اور روحانی ضرورت۔
- درآمدی خصوصی آرٹ پیپر پر رنگارنگ آرائشی طباعت۔
- قرآن پاک (ورقی)۔ ایک ورق پر ایک پارہ یعنی 30 اوراق پر مکمل قرآن پاک

ہدیہ: 1000 روپے

القرآن الفی دو سائز میں دستیاب ہے
1- بڑا سائز 12 x 11.5 - ہدیہ: 2000 روپے
2- چھوٹا سائز 11.5 x 9 - ہدیہ: 1000 روپے

الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور
فون نمبر 7231387 - 042-7230777

رمضان کے لیے ہمارے نئے تحفے

رمضان کے چاند سے عید کے چاند تک

قیمت:-/75روپے

محمود فاروقی کے مشہورِ زمانہ کالم محراب و منبر کا پہلا انتخاب۔ حسنِ بیان کا کمال ہے کہ ایک ہی موضوع کا بار بار بیان ہے مگر نہ تکرار کا احساس ہوتا ہے نہ اُکتاہٹ کا۔ روزے کی عبادت کے سب پہلو ہلکے پھلکے انداز میں عیاں ہوتے جاتے ہیں۔

کلیدِ البقرہ

قیمت:-/15روپے

طویل ترین سورت کے مطالب و معانی تک رسائی کے لیے خُرّم مُراد سے کلید حاصل کیجیے۔ یہ سورت آج اُمت مسلمہ کو کیا پیغام اور رہنمائی دیتی ہے؟ تفسیری لٹریچر میں بیش بہا اضافہ۔ اُردو میں پہلی بار (ترجمہ: Key to Al-Baqarah)

نیکی کا موسم

قیمت:-/9روپے

سردی گرمی کی طرح نیکی کا بھی موسم ہوتا ہے جو رمضان کے عنوان سے آتا ہے۔ اس کی بہاروں کی جھلک دکھانے والی ایک مؤثر جامع عربی تحریر کا ترجمہ۔ رمضان کے ثمرات کو کیسے سمیٹا جائے۔ ترجمہ و تلخیص: طارق نورالٰہی، عبدالجبار بھٹی

آخری سورتوں کے درس۔۲

خُرّم مُراد

سورۃ العصر سے سورۃ الناس تک '۱۲ سورتوں کے درس' کیسٹ اور سی ڈی کے بعد اب کتابی شکل میں

رمضان کے پرہیز

قیمت:-/7.50روپے

بعض امور میں مسلمان رمضان میں کچھ زیادہ ہی مشغول ہوجاتے ہیں جب کہ ان سے بچنا چاہیے۔ ان کی نشان دہی تاکہ آپ شعوری طور پر پرہیز کرسکیں۔ عربی سے ترجمہ

جنت کا سفر

قیمت:-/160روپے

خُرّم مُراد کے دل نشین انداز میں۔ زندگی کے مختلف دائروں کے لیے اللہ کے رسول کی عملی رہنمائی۔ احادیث کے یہ ۲۱ مطالعے آپ کو وہ راستے بتاتے ہیں جن پر اس دنیا میں سفر کرکے آپ اپنی منزل جنت تک پہنچ سکتے ہیں۔

قرآن پر عمل

قرآن کی تعلیمات پر روزمرّہ زندگی میں واقعتاً عمل کرنے سے خواتین کے معاشرتی مسائل کے اطمینان بخش حل کے منفرد تجربے خواتین کی اپنی زبانی۔

سمیہ رمضان / ظہیرالدین بھٹی

ہمارے رمضان کے ۶ سیٹوں کی تفصیلات کے لیے ہماری فہرست طلب کریں

نقد یا ڈرافٹ کے ساتھ آرڈر دیں یا وی پی طلب کریں

منشورات

manshurat@hotmail.com

لاہور: منصورہ، ملتان روڈ۔ 54790، فون: 042-543 4909، فیکس: 042-543 2194

کراچی: ڈیسنٹ بک پوائنٹ، A/57، بلاک 5، گلشن اقبال۔ فون: 021-496 7661

اسلام آباد: المسعود بک شاپ، شاپ نمبر3، کرن پلازہ، F-8 مرکز۔ فون: 051-226 1356

لادینیت کی یلغار کا مقابلہ کیجیے

جدوجہد کے لیے مالی ایثار کیجیے

آپ کے عطیات کا استعمال

- اقامت دین کی جدوجہد
- پاکستان کی اسلامی شناخت کا تحفظ
- قومی سلامتی پر ہونے والی سودے بازی کا سدباب
- خدمتِ خلق میں وسعت واستحکام

عوامی بیداری اور دینی اتحاد کی خاطر
مالی جہاد میں حصہ دار بنیے

وسائل فراہم کیجیے ...... قیادت کو مضبوط بنائیے

نقدرقوم/چیک/ڈرافٹ جماعت اسلامی کے قریبی دفاتر
یا...... براہِ راست منصورہ، ملتان روڈ، لاہور پہنچائیے

قاضی حسین احمد
امیر جماعت اسلامی پاکستان

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔فون: 24-5419520، فیکس: 5432194

پاکستان اسرائیل تعلقات

عالم عرب میں غصہ و صدمہ

عبدالغفار عزیز ○

مجھے وہ لمحات بھلانے سے نہیں بھولتے کہ جب فلسطینی مائیں ہمارے پاؤں پڑتیں کہ خدارا ہمارے بچوں سے پہلے ہمیں ذبح کر دو، ہم انھیں ذبح ہوتے نہیں دیکھ سکتیں۔ ہم انھیں ٹھکرا دیتے اور پہلے ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے ذبح کرتے، پھر خود انھیں اور پھر آدمیوں اور بوڑھوں کو۔ (اسرائیلی ایجنٹ کا انٹرویو، اسرائیلی ٹی وی، ۷ ستمبر ۲۰۰۵ء)

۲۳ سال پہلے ۱۶ سے ۱۸ ستمبر ۱۹۸۲ء تک صبرا اور شاتیلا کی مہاجر بستیوں میں ۳ ہزار سے زائد فلسطینی مردوں، عورتوں اور بچوں کے بے محابہ قتلِ عام کا ذمہ دار اُس وقت کا وزیر دفاع آریل شارون تھا۔ وہی وزیر دفاع آج اسرائیل کا وزیراعظم ہے۔

پرویز مشرف کے الفاظ میں بہادر اور جرأت مند آریل شارون۔

صبرا و شاتیلا قتلِ عام کی تیئسویں برسی کے موقع پر اس سال بھی ۱۸ ستمبر کو فلسطینی کیمپوں میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ اس بار ۱۰۰ فرانسیسی، اطالوی، جرمن اور امریکی باشندوں نے بھی ان احتجاجی مظاہروں میں علامتی شرکت کرتے ہوئے شارون کو جنگی درندہ قرار دیا۔ لیکن جب یہ مظاہرے ہو رہے تھے عین اسی لمحے ''امریکی یہودی کانگرس'' کی دعوت پر خطاب کرتے ہوئے

○ ڈائرکٹر امور خارجہ، جماعت اسلامی پاکستان

جنرل پرویز مشرف جنرل شارون کو ایک بار پھر بہادر اور شجاع انسان قرار دیتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کرنے اور اس کے ساتھ گفت وشنید مزید آگے بڑھانے کی ضرورت پر زور دے رہے تھے۔

کیا یہ محض اتفاق ہے کہ پرویز مشرف کا یہ خطاب صبرا' شاتیلا کیمپ کے قتلِ عام کی برسی کے عین موقع پر ہو؟ اور کیا یہ بھی صرف اتفاق تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان اور صہیونی ریاست کے درمیان پہلے باضابطہ مذاکرات اسلامی خلافت کے آخری مرکز استنبول میں ۲۶ رجب کو یعنی عین شبِ معراج کے موقع پر ہوں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صدر اپنے روسیاہ وزیر خارجہ کے ذریعے شارون کو پیغام دے کہ آج ہم مقامِ معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' سرزمینِ مسجدِ اقصیٰ پر تمھارا غاصبانہ قبضہ تسلیم کرتے ہیں۔

پرویز مشرف کے اس اقدام کی وجہ سے پوری اُمت مسلمہ میں صفِ ماتم بچھی ہوئی ہے۔ تیز رفتار ابلاغیاتی دور میں کہ جب اہم ترین خبریں بھی چند روز کے بعد قدیم قرار پاتی ہیں' آج بھی اس اقدام کے مالہ وماعلیہ پر بحث ہو رہی ہے۔ اسلامی ذہن رکھنے والے ہی نہیں اسلامی تحریکوں اور اسلام پسند عناصر کے خلاف لکھنے والے بھی اسے ایک فاش غلطی اور جرم قرار دے رہے ہیں۔ اگر کسی نے پرویز مشرف کے لیے بہت ہی گنجایش نکالی ہے تو صرف یہ کہ قصور پرویز مشرف کا نہیں خود عرب حکمرانوں کا ہے کہ انھوں نے اس جرم کا ارتکاب کرنے میں سبقت کی۔ لیکن جرم کو کارنامہ نہیں قرار دیا گیا۔

الشرق الاوسط سب سے بڑا عرب روزنامہ سمجھا جاتا ہے جو بیک وقت کئی ممالک سے شائع ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن الراشد اس کا ایک سینیئر سیکولر صحافی ہے اور اسلام پسندوں کی تضحیک کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ ۳ ستمبر کے شمارے میں "پرویز مشرف نے یہ سب کیوں کیا؟" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ "پرویز مشرف نے فلسطینی عوام کی مدد کرنے' بھارت کے ساتھ حساب برابر کرنے یا اپنی اقتصادی مشکلات پر قابو پانے جیسی جو وجوہات بیان کی ہیں ان سب کے باوجود میری نظر میں پرویز مشرف نے یہ ایک بہت بھیانک غلطی کی ہے۔ اس نے ایک طرف تو ملک کے اندر اپنے مخالفین کے ہاتھ میں ایک مہلک بارود دے دیا ہے اور دوسری طرف اس نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات کا کچا پھل' پکنے سے پہلے ہی بیچ ڈالا ہے"۔

وہ مزید لکھتا ہے: ''حقیقت یہ ہے کہ مشرف نے بیروت میں ہونے والی عرب سربراہ کانفرنس میں سعودی عرب کی طرف سے پیش کی جانے والی تجویز کی روشنی میں عرب ممالک کی طرف سے اپنائے جانے والے عرب منصوبۂ امن کو بہت کمزور کردیا ہے۔ پاکستان ایک اہم اور بڑا ملک ہے اور مستقبل کے کسی بھی منصوبہ امن میں اسرائیل پر دباؤ کے لیے اہم کارڈ ثابت ہوسکتا تھا۔ مناسب وقت آنے پر مشرف' اسرائیل کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کو ایک مضبوط کارڈ کے طور پر استعمال کرسکتا تھا۔ یہ مناسب وقت ایک فلسطینی ریاست وجود میں آنے کے امکانات دکھائی دینے پر آسکتا تھا نا کہ صرف غزہ سے انخلا پر''۔

الخلیج متحدہ عرب امارات کا اہم روزنامہ ہے۔ اس کی رائے عالمِ عرب اور بالخصوص متحدہ امارات کی پالیسیوں اور احساسات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس نے ۱۸ ستمبر کو اپنا اداریہ اس عنوان سے لکھا: ''اسرائیل سے تعلقات کے بارے میں تلخ سوالات''۔ یہ پورا اداریہ پرویز حکومت کے لیے آئینہ ہے۔ اخبار لکھتا ہے:

''ہر عرب انسان کا حق ہے کہ وہ غصّے اور تکلیف سے چلّاتا ہوا پوچھے: عالمِ عرب اور عالمِ اسلامی کی وہ دیواریں ایک ایک کر کے کیوں ڈھے رہی ہیں جو اب تک ممنوعہ علاقوں میں اسرائیلی نفوذ کی راہ میں حائل تھیں۔ کسی بھی عرب شہری بالخصوص فلسطینی شہری کو کیسے باور کروایا جاسکتا ہے کہ یہ سب جو ہوچکا یا جو ہونے جارہا ہے فلسطین اور اس کے عوام کی خاطر ہے' اس سے انھیں اپنے حقوق واپس ملیں گے۔ اپنی مقدس سرزمین واپس ملے گی اور بے وطن کردیے جانے والے لاکھوں فلسطین اپنے وطن واپس جاسکیں گے۔

'غزہ سے بظاہر اور پُرفریب انخلا کے علاوہ شارون نے ابھی تک کیا کیا ہے؟ اب بھی غزہ کے بری' بحری اور ہوائی راستے اس کے قبضے میں ہیں۔ سب دروازے اب بھی بند ہیں' سرحدیں اب بھی آگ وخون کے نرغے میں ہیں اور انھیں کسی بھی لمحے دوبارہ روندا جاسکتا ہے۔ غزہ کے عوام آزادی کی خوشیاں منانا چاہتے ہیں لیکن حصار نے ہر خوشی کا دم گھونٹ رکھا ہے۔

'شارون نے یہ تو کیا کہ عاجز آکر اور ہضم نہ کرسکنے کے باعث غزہ سے فوجیں نکال کر ان کی نئی صف بندی کردی تاکہ مغربی کنارے پر اپنے قبضے کو مزید پکا کرلے۔ لیکن کیا شارون نے

کسی ایسی خودمختار فلسطینی ریاست کو قبول کرنے کا عندیہ بھی دیا ہے جو تمام یہودی بستیوں اور بلندوبالا آہنی فصیلوں سے آزاد ہو؟ کیا اس نے بیت المقدس کو اس فلسطینی ریاست کے دارالحکومت کے طور پر قبول کرنے کا اعلان کیا ہے؟ کیا اس نے ملک بدر کیے جانے والے فلسطینیوں کو وطن واپس آنے کا حق دے دیا ہے؟ یا اس نے اپنی جیلوں میں قید ہزاروں فلسطینی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے؟

'اسرائیل سے معمول کے تعلقات قائم کرنے اور اس خاطر سر کے بل دوڑتے چلے جانے کے بارے میں اٹھنے والے سوالات بہت تلخ ہیں۔ یہ ایک دہشت گرد کو بہادر' امن پسند قرار دینے اور ہاتھ لمبے کر کر کے اس سے گلے ملنے کا دور ہے۔ یہ مظلوم کو دہشت گرد قرار دینے' اس کا پیچھا کرنے' اس کا محاصرہ کرنے اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا دور ہے''۔

یہ کسی بنیاد پرست اسلام پسند یا رجعت پسند مُلّا کی تحریر نہیں' اہم خلیجی ریاست کے اہم روزنامے کا اداریہ ہے اور اس طرح کی ایک دو نہیں سیکڑوں تحریریں پوری دنیا میں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں۔ ۱۶ ستمبر کے اماراتی اخبار البیـان میں مستقل کالم نگار عبدالوہاب بدر ''شرمناک جرائم'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''اس سے زیادہ بے حیائی اور ڈھٹائی کی بات اور کوئی نہیں ہوگی کہ شارون تو نیویارک میں عالمی کانفرنس میں جانے سے پہلے بھی یہ بیان دے کہ مغربی کنارے میں مزید یہودی بستیاں تعمیر کی جائیں گی' لیکن اس کے باوجود اسے غزہ سے انخلا کے اپنے ''جرأت مندانہ'' اقدام پر مبارک بادیں وصول ہو رہی ہوں۔ وہ یقیناً جی ہی جی میں ہنستا ہوگا کہ اس دنیا کا باوا آدم ہی نرالا ہو چکا ہے' وہ اسرائیلی دھوکوں کو بھی سچ مان رہی ہے''۔

کچھ عرصے پہلے تک مصر کے وزیرخارجہ رہنے والے احمد ماہر خود مشرق وسطیٰ امن منصوبے میں شریک رہے ہیں۔ ۱۶ ستمبر کے الشرق الاوسط میں لکھتے ہیں: ''کوئی بھی چیز ہمیں شارون کے اس عظیم دھوکے اور فراڈ کی حقیقت سے غافل نہ کر پائے۔ شارون اس فریب کی قیمت وصول کرنا چاہتا ہے۔ وہ مزید امریکی مالی اور سیاسی امداد کے علاوہ کئی عرب اور غیرعرب ممالک کو ورغلانا چاہتا ہے۔ وہ ان سے اپنے لیے اچھے کردار کا ایسا سرٹیفیکیٹ حاصل کرنا چاہتا ہے جس کا وہ قطعاً حق دار نہیں' کیونکہ

اس کے حقیقی ارادے جاننے کے لیے کسی کو اس کا سینہ چیر کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے''۔

یہ تو ان لاتعداد مضامین' اداریوں اور تجزیوں کی ایک جھلک ہے کہ جن کے لکھنے والے کوئی اسلامی شناخت نہیں رکھتے۔ رہے اسلامی عناصر تو دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں' سیاسی جماعتوں اور آزاد صحافیوں نے اُمت کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ اس ترجمانی میں افسوس بھی تھا' صدمہ بھی تھا اور پاکستان و فلسطین کے مستقبل کے حوالے سے گہری تشویش بھی۔ پارٹیوں' ان کے سربراہوں اور مسلم دانش وروں کے بیانات کی فہرست بہت طویل ہے' یہاں صرف ایک معروف مصری صحافی فہمی ہویدی کے ایک مقالے سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ فہمی ہویدی گذشتہ سال پرویز مشرف کی طرف سے بلائی جانے والی اس کانفرنس میں بھی شرکت کر چکے ہیں جو انھوں نے اپنی روشن خیالی کے پرچار کے لیے دنیا بھر سے معتدل و مؤثر دانش وروں اور اہلِ قلم کو اسلام آباد میں جمع کر کے منعقد کی تھی۔

فہمی ہویدی لکھتے ہیں: ''گذشتہ ہفتے دنیا میں تین آفات ٹوٹیں۔ امریکی ریاست لویزیانا میں تباہ کن طوفان کترینا' امام کاظم کی برسی کے موقع پر بغداد کے ائمہ پل پر لوگوں میں بھگدڑ مچ جانے کے باعث دریائے دجلہ میں ہزار سے زائد انسانی جانوں کا اتلاف اور پاکستان و اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کرنے کا اعلان۔ تینوں آفات میں مشترک عنصر یہ تھا کہ تینوں کے نتیجے میں پہنچنے والا صدمہ بہت بھاری تھا اور تینوں ایسی جگہوں سے آئیں کہ جہاں سے کسی کو ان کی توقع نہیں تھی۔ فرق ان تینوں میں یہ ہے کہ پہلی دونوں تو ایک انسانی المیہ تھیں' جب کہ تیسری آفت انسانی المیہ ہونے کے ساتھ ساتھ گہرا سیاسی اثر بھی رکھتی ہے۔

'پاکستان کے اندرونی حالات اور اس کی گہری اسلامی شناخت کے تناظر میں میرا خیال ہے کہ اسلام آباد نے بہت مہیب غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کے باعث موجودہ حکومت کو ہلا دینے والے واقعات جنم لیں گے' جب کہ حکومت کو درپیش مشکلات سے سب لوگ پہلے ہی آگاہ ہیں۔ ان مشکلات کا ایک مظہر خود صدر مشرف پر ہونے والے قاتلانہ حملے بھی ہیں۔

'اگر ہم پاکستان کے اندرونی حالات سے صرفِ نظر بھی کر لیں تب بھی اس فیصلے پر ایک آفت ہونے کا ہی اطلاق ہوگا کیونکہ پاکستان اسرائیل سفارتی تعلقات شروع کرنے کا سیدھا